فہم دین کا مصدر، فہم سلف صالحین

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ ۢبَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾

(النّسآء : 115)

''جو حق واضح ہو جانے کے بعد رسول کی نافرمانی کرے اور مؤمنوں کے علاوہ کسی اور راستے کی پیروی کرے گا، ہم اسے اس طرف پھیر دیں گے، جدھر وہ پھرے گا۔ اسے جہنم رسید کر دیں گے اور یہ بُرا ٹھکانہ ہے۔''

سلف صالحین اور ائمہ متقدمین کی پیروی دراصل حق کی پیروی ہے، جو نجاتِ اخروی کی ضمانت ہے اور ان کی مخالفت حق کی مخالفت ہے۔ سلف صالحین امت کا بہترین گروہ تھا۔ ان کے دور کو ''خیر القرون'' قرار دیا گیا ہے اور ان کے منہج کو ''سبیل المومنین'' سے موسوم کیا گیا ہے۔ سلف کا اتفاقی فہم ''اجماع'' کہلاتا ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اور اس کا اتباع واجب اور اس کی مخالفت حرام ہے۔ جو لوگ سلف کے منہج و عقیدہ اور اجماع کو تسلیم کرتے ہیں، وہی اہل سنت والجماعت ہیں۔

سلف اور ائمہ متقدمین کا فہم دین ہی اسلم، اعلم اور احکم ہے، وہ ورع و تقویٰ اور علم و فضل میں سب سے فائق تھے۔ وہ دین میں تکلف سے کام نہیں لیتے تھے۔ ان کے استنباط

واجتہاد بعد والوں سے مقدم ہیں۔ وہ بعد والوں سے بڑھ کر نبی اکرم ﷺ سے محبت کرنے والے، آپ ﷺ کی سنتوں اور اداؤں کو اپنانے والے تھے۔ وہ اتباعِ سنت پر حریص تھے۔ امت میں خیر و برکت اور علم و فضل انہی کے سبب سے ہے۔ وہ حفظ و اتقان، دیانت اور روایت و درایت میں اس قدر بلند تھے کہ معیارِ حق کا درجہ رکھتے ہیں۔

گمراہی سے بچنے کا ایک ہی نسخہ ہے کہ سلف صالحین کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لیا جائے اور قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لئے انہی پر اعتماد کیا جائے۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں شدید تھے، اسی لیے شریعت کے معانی و حقائق جو ان پر کھلے، بعد والے ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

❁ علامہ مقریزی رحمہ اللہ (845ھ) فرماتے ہیں:

أَصْلُ كُلِّ بِدْعَةٍ فِي الدِّينِ؛ الْبُعْدُ عَنْ كَلَامِ السَّلَفِ، وَالِانْحِرَافُ عَنِ اعْتِقَادِ الصَّدْرِ الْأَوَّلِ.

''دین میں ہر بدعت کی جڑ کلامِ سلف سے دُوری اور صدرِ اوّل کے عقیدے سے انحراف ہے۔'' (المَوَاعظ والاعتبار بذكر الخِطَط والآثار: 4/198)

❁ علامہ عبدالرحمٰن معلّمی رحمہ اللہ (1386ھ) لکھتے ہیں:

''جو شخص قرآنِ کریم میں تدبر اور حدیث و تاریخ کی ورق گردانی کرے گا، وہ یقینی طور پر جان لے گا کہ عقائد اختیار کرنے کے لئے سلف صالحین کے سامنے یہی دو مصادر (قرآن و حدیث) تھے، جو سلفیوں کے پاس ہیں۔ اسلاف ان مصادر پر حد درجہ اعتماد کرتے تھے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں سے بہت زیادہ بے رغبت تھے۔ شریعتِ اسلامیہ نے انہیں اسی طرف دعوت دی تھی، حتی کہ قرآنِ کریم کی کوئی بھی آیتِ کریمہ اس طرف رغبت دلانے سے خالی نہیں۔

یہ امر قطعی فیصلہ کر دیتا ہے کہ صرف اسلافِ امت کے عقائد ہی سلفی مصادر سے اخذ کردہ ہیں۔ وہ انہی عقائد کو قطعی قرار دیتے تھے، جنہیں ان کے نزدیک قرآن وسنت قطعی قرار دیتے تھے اور جن معاملات کو قرآن و سنت ظنی قرار دیتے تھے، صرف انہی کو اسلاف ظنی قرار دیتے تھے۔ اس کے علاوہ باقی باتوں سے وہ توقف کرتے تھے۔ اسلاف سے منقول روایات اسی بات کو بیان کرتی ہیں۔ یہ روایات آپ کو سلفی تفاسیر اور کتبِ حدیث میں مل سکتی ہیں۔ انہی باتوں کو اصاغر صحابہ نے اکابر صحابہ سے بیان کیا ہے، پھر ان سے وہ تابعین بیان کرتے ہیں، جو صحابہ کے بارے میں زیادہ علم رکھنے والے، ان سے خصوصی تعلق رکھنے والے اور سب سے بڑھ کر ان کے پیروکار تھے۔ پھر صغار تابعین نے کبار تابعین سے اور ان سے تبع تابعین نے بیان کیا، جو ان کے بارے میں سب سے بڑھ کر جاننے والے اور ان کی سب سے بڑھ کر پیروی کرنے والے تھے۔ یہ معاملہ اسی طرح جاری رہا۔ سلفی حضرات کا یہی موقف ہے اور اس سلسلے میں بڑے بڑے فلسفیوں نے بھی ان کی تائید کی ہے۔''

(القائد إلى تصحيح العقائد، ص 199)

❁ علامہ محمد بن ابراہیم، ابن وزیر، یمانی رحمہ اللہ (840ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ عُلِمَ تَعْظِيمُ خَلَفِهِمْ لِسَلَفِهِمْ، وَعُلِمَ أَنَّ الِاقْتِدَاءَ بِسَلَفِهِمْ خَيْرٌ مِّنَ الِاقْتِدَاءِ بِخَلَفِهِمْ بِالنَّصِّ فِي خَيْرِ الْقُرُونِ، ---، فَلَا يَشُكُّ مُنْصِفٌ أَنَّ الِاقْتِدَاءَ بِسَلَفِهِمْ أَرْجَحُ، ---، وَيَسَعُنَا مَا وَسِعَ السَّلَفَ الصَّالِحَ لِلْإِجْمَاعِ عَلٰى صَلَاحِهِمْ.

''متاخرین کا اپنے اسلاف کی تعظیم کرنا کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، اسی طرح یہ

بھی معلوم حقیقت ہے کہ سلف کی پیروی خلف کی اقتدا سے بہتر ہے، کیونکہ خیرالقرون کے بارے میں نص وارد ہو چکی ہے۔۔۔ لہٰذا کوئی منصف مزاج شخص اس بات میں شک نہیں کرتا کہ سلف کی پیروی ہی راجح ہے۔۔۔ ہمیں وہی چیز کافی ہو جائے گی، جو سلف صالحین کو کافی ہوئی تھی، کیونکہ ان کے نیک ہونے پر اجماع ہے۔'' (إيثار الحق على الخلق، ص 103)

❁ امام، ابو حاتم، محمد بن ادریس، رازی رحمہ اللہ (277ھ) فرماتے ہیں:

''ہمارے نزدیک علم (شریعت) وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتابِ ناطق (قرآنِ کریم) کی صورت میں موجود ہے اور منسوخ نہیں ہوا۔ نیز رسولِ اکرم ﷺ سے منقول وہ صحیح احادیث، جو غیر معارض ہیں اور وہ اتفاقی مسائل جو صحابہ کرام سے منقول ہیں۔ البتہ جب صحابہ اختلاف کریں، تو بھی کوئی مسلمان ان کے اختلاف سے باہر نہیں نکل سکتا (یعنی ان کے دو اختلافی اقوال کے مقابلے میں کوئی تیسرا قول نہیں اپنا سکتا)۔ جب صحابہ کرام سے ایسا کچھ نہ ملے، تو پھر تابعین کرام سے۔ جب تابعین کرام سے بھی نہ ملے، تو تبع تابعین کے ائمہ ہدیٰ سے لیا جائے گا، مثلاً امام ایوب سختیانی، امام حماد بن زید، امام حماد بن سلمہ، امام سفیان، امام مالک بن انس اور امام اوزاعی، امام حسن بن صالح رحمہم اللہ۔ پھر جب ان جیسے ائمہ سے بھی کوئی بات نہ ملے، تو امام عبد الرحمٰن بن مہدی، امام عبد اللہ بن مبارک، امام عبد اللہ بن ادریس، امام یحییٰ بن آدم، امام سفیان بن عیینہ، امام وکیع بن جراح اور ان کے بعد والے ائمہ، مثلاً امام محمد بن ادریس شافعی، امام یزید بن ہارون، امام حمیدی، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن ابراہیم حنظلی اور امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمہم اللہ کی طرف

رجوع کیا جائے۔‘‘

(الفقیه والمتّفقه للخطیب البغدادي :1/433، وسندهٗ حسنٌ)

❁ یہ قول نقل کرنے کے بعد امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَصَدَ أَبُو حَاتِمٍ إِلٰى تَسْمِيَةِ هٰؤُلَاءِ، لِأَنَّهُمْ كَانُوا الْمَشْهُورِينَ مِنْ أَئِمَّةِ أَهْلِ الْأَثَرِ فِي أَعْصَارِهِمْ، وَلَهُمْ نُظَرَاءُ كَثِيرُونَ مِنْ أَهْلِ كُلِّ عَصْرٍ أُولُو نَظَرٍ وَّاجْتِهَادٍ، فَمَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ فَهُوَ الْحُجَّةُ، وَيَسْقُطُ الِاجْتِهَادُ مَعَ إِجْمَاعِهِمْ، فَكَذٰلِكَ إِذَا اخْتَلَفُوا عَلٰى قَوْلَيْنِ؛ لَمْ يَجُزْ لِمَنْ بَعْدَهُمْ إِحْدَاثُ قَوْلٍ ثَالِثٍ.

’’امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے یہ نام اس لیے ذکر کیے ہیں کہ یہ اپنے زمانے کے مشہور ائمہ محدثین تھے۔ ہر دور میں ان ائمہ جیسے اور بھی اہل نظر و اجتہاد موجود رہے ہیں۔ جس بات پر یہ ائمہ دین اجماع کر لیں، وہ حجت بن جاتی ہے اور ان کے اجماع کے بعد اس مسئلے میں اجتہاد کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب ان ائمہ سے کسی مسئلے میں دو اختلافی موقف منقول ہوں، تو بعد والوں کے لیے کوئی تیسرا موقف اختیار کرنا جائز نہیں ہو گا۔‘‘

(الفقیه والمتّفقه :1/433)

❁ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (198ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا كَانَ يَأْتَمُّ بِمَنْ قَبْلَهٗ؛ فَهُوَ إِمَامٌ لِّمَنْ بَعْدَهٗ.

’’اسلاف کی پیروی کرنے والا بعد والوں کا امام بن جاتا ہے۔‘‘

(الفقیه والمتّفقه للخطیب البغدادي :1/436، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ امام، عبد اللہ بن داود، خُرَیبی رحمہ اللہ (213ھ) فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ، لَوْ بَلَغَنَا أَنَّ الْقَوْمَ لَمْ يَزِيدُوا فِي الْوُضُوءِ عَلَى غَسْلِ أَظْفَارِهِمْ؛ لَمَا زِدْنَا عَلَيْهِ، قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ خُزَيْمَةَ : يُرِيدُ أَنَّ الدِّينَ الِاتِّبَاعُ .

''اللہ کی قسم! اگر ہمیں یہ بات معلوم ہو کہ اسلافِ امت نے وضو میں صرف اپنے ناخن دھوئے ہیں،تو ہم اس سے زیادہ نہیں کریں گے۔امام ابوبکر ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں : امام خربی رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ دین (اسلاف کی) پیروی کا نام ہے۔''(الفقيه والمتّفقه للخطيب :389/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) لکھتے ہیں :

''ہم سے پہلے اہل ادیان نے بہت سی آرا اور باطل مذاہب کے ساتھ باہم اختلاف کیا۔ان کا ہر فرقہ یہ دعویٰ کرتا تھا کہ وہی حق پر ہے۔اس امت نے بھی اختلاف کرتے ہوئے بہت سے مسالک بنا لیے ہیں۔ یہ سب کے سب گمراہی پر مبنی ہیں،سوائے ایک کے اور وہ اہل سنت والجماعت ہیں، جو کہ کتاب اللہ،سنتِ رسول اور اس طریقے کو لازم پکڑے ہوئے ہیں،جس پر صدرِ اوّل میں صحابہ کرام،تابعین عظام اور ہر دور کے ائمہ مسلمین کاربند رہے تھے۔''

(تفسير ابن كثير :6/316۔317)

نیز فرماتے ہیں :

أَمَّا أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ؛ فَيَقُولُونَ فِي كُلِّ فِعْلٍ وَّقَوْلٍ لَّمْ يَثْبُتْ عَنِ الصَّحَابَةِ : هُوَ بِدْعَةٌ؛ لِأَنَّهٗ لَوْ كَانَ خَيْرًا لَّسَبَقُونَا إِلَيْهِ، لِأَنَّهُمْ لَمْ يَتْرُكُوا خَصْلَةً مِّنْ خِصَالِ الْخَيْرِ؛ إِلَّا وَقَدْ

بَادَرُوا إِلَيْهَا .

''اہل سنت والجماعت تو صحابہ کرام سے غیر ثابت ہر قول وفعل کو بدعت کہتے ہیں،اس لیے کہ اگر وہ بھلائی کا کام ہوتا،تو صحابہ کرام اسے کرنے میں ہم پر ضرور سبقت لے گئے ہوتے ، کیونکہ صحابہ کرام بھلائی کے ہر کام کی طرف دوڑ لگاتے تھے۔''(تفسير ابن كثير : 7/278-279)

❁ امام مجاہد بن جبر رحمہ اللہ (م:101/104ھ) فرماتے ہیں :

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا فَسَّرَ الشَّيْءَ، رَأَيْتُ عَلَيْهِ نُورًا .

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب بھی کسی آیت کی تفسیر فرماتے ،تو میں ان پر ایک نور دیکھتا تھا۔''

(زوائد فضائل الصّحابة لعبد اللّٰه بن أحمد بن حنبل : 1935، تهذيب الآثار لمحمد بن جرير الطبري : 289، الطبقات لأبي عروبة الحرّاني، ص : 69، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ شیخ الاسلام ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں :

''کون سا بھلائی والا کام ہے،جس میں صحابہ کرام نے سبقت نہیں کی اور کون سا خیر کا راستہ ہے، جو انہوں نے نہیں اپنایا؟ اللہ کی قسم! وہ چشمۂ حیات کے میٹھے،صاف پانی پر وارد ہوئے اور انہوں نے اسلامی قوانین کی اس انداز سے تائید کی کہ بعد والوں کے لئے کلام کی گنجائش نہیں چھوڑی۔انہوں نے قرآن اور ایمان کے ساتھ عدل کر کے دلوں کو زندہ کیا اور نیزوں تلواروں کے ساتھ جہاد کر کے بستیوں کو فتح کیا۔انہوں نے نبوت کی قندیل سے جو کچھ حاصل کیا تھا،اسے خالص اور صاف حالت میں تابعین کو منتقل کر دیا۔ان کی صحیح اور عالی سند اپنے نبی سے جبریل کے واسطے رب العالمین تک پہنچتی تھی۔ انہوں نے

فرمایا: یہ ہمارے نبی ﷺ کی ہمیں وصیت تھی اور یہی وصیت ہم تمہیں کر رہے ہیں۔ یہ ہمارے رب کی ہمیں وصیت اور اس کا ہم پر فرض تھا اور یہی وصیت اور فرض تمہارے لیے بھی ہے۔ تابعین عظام، صحابہ کرام کے سیدھے راستے پر چلے اور انہوں نے صحابہ کرام ہی کے نقش قدم پر صراطِ مستقیم طے کیا۔ پھر تبع تابعین اس بھلائی والے راستے پر چلے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَهُدُوا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيدِ﴾ (الحج 22 : 24) (ان کی پاکیزہ کلام اور اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف راہنمائی کی گئی)۔ ان کی بعد والوں سے نسبت یوں ہے، جیسے فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ ۞ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِيْنَ﴾ (الواقعة 56 : 13، 14) (پہلوں میں سے ایک بڑا گروہ اور بعد والوں میں سے تھوڑے سے لوگ [سبقت لے جانے والوں میں شامل ہوں گے])۔''

(إعلام الموقّعين عن ربّ العالمين :5/1)

امام، محمد بن ادریس، شافعی رحمہ اللہ (204ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعِلْمُ مِنْ وَّجْهَيْنِ؛ اِتِّبَاعٍ وَّاسْتِنْبَاطٍ، وَالِاتِّبَاعُ؛ اِتِّبَاعُ كِتَابٍ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فَسُنَّةٍ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فَقَوْلُ عَامَّةٍ مِّنْ سَلَفِنَا لَا نَعْلَمُ لَهٗ مُخَالِفًا، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فَقِيَاسٌ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فَقِيَاسٌ عَلٰى سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فَقِيَاسٌ عَلٰى قَوْلِ عَامَّةِ سَلَفِنَا لَا مُخَالِفَ فِيهِ.

''علم کی دو اقسام ہیں؛ ایک اتباع اور دوسری استنباط۔ اتباع کتاب اللہ کا ہو

گا۔اگر کتاب اللہ (میں پیش آمدہ مسئلہ کا حل) نہ ہو،تو سنتِ رسول کا۔اگر سنتِ رسول میں بھی نہ ہو،تو ہمارے اسلاف کی ایسی جماعت کا جن کا (اسلاف میں سے) کوئی مخالف ہمیں معلوم نہ ہو۔اگر یہ بھی نہ ہو،تو کتاب اللہ پر قیاس کیا جائے گا ،اگر یہ بھی نہ ہو،تو سنتِ رسول پر قیاس کیا جائے گا اور اگر یہ بھی نہ ہو،تو جماعتِ اسلاف کے اس قول پر قیاس کیا جائے گا،جس کا (اسلاف میں سے) کوئی مخالف نہ ہو۔''(مختلف الحدیث، ص91)

❁ شیخ الاسلام والمسلمین،ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

''ہر مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی بھی دینی معاملے میں وہی بات کرے،جو رسولِ اکرم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے تابع ہو۔آپ ﷺ سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرے، بلکہ آپ ﷺ کے فرمان ہی کو دیکھے۔اس کا قول آپ ﷺ کے فرمان اور اس کا فعل،آپ ﷺ کے حکمِ مبارک کے تابع ہو جائے۔صحابہ کرام اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے تابعین عظام اور ائمہ مسلمین ایسا ہی کرتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی اپنی عقل کو نصوص کے مقابلے میں نہیں لاتا تھا،نہ ہی رسولِ اکرم ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کے علاوہ کوئی دین بناتا تھا۔وہ جب کسی دینی معاملے کی معرفت اور اس بارے میں بات کرنے کا ارادہ کرتے ،تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کو دیکھتے۔وہ اسی سے سیکھتے اور اسی پر مبنی بات کرتے ،اسی میں تدبر و تفکر کرتے اور اسی سے استدلال کرتے تھے۔یہی اہل سنت والجماعت کی بنیاد ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی:63/13)

معلوم ہوا کہ ہمارے اسلاف قرآن و حدیث ہی کے پیروکار تھے اور اسی پر کاربند

رہنے کی تلقین کرتے تھے۔

❀ **جابر بن یزید ازدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:**

لَقِيَنِي ابْنُ عُمَر، فَقَالَ: يَا جَابِرُ، إِنَّكَ مِنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ الْبَصَرَةِ، وَسَتُسْتَفْتىٰ، فَلَا تُفْتِيَنَّ إِلَّا بِكِتَابٍ نَّاطِقٍ أَوْ سُنَّةٍ مَّاضِيَةٍ.

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مجھے ملے اور فرمایا: جابر! آپ اہل بصرہ کے فقہا میں سے ہیں۔آپ سے مسائل پوچھے جائیں گے،لیکن آپ صرف کتاب اللہ،سنتِ رسول اور سلف کے طریقے کے مطابق ہی فتویٰ دینا۔''

(التّاريخ الكبير للبخاري: 204/2، الإحكام لابن حزم: 540/8، وسندهٗ صحيحٌ)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن و حدیث کو سلف صالحین اور ائمہ متقدمین کے فہم و منہج اور عمل کے مطابق ہی سمجھنا چاہیے۔یہی مسلک اہل حدیث ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اسی مسلک پر زندہ رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے۔آمین!

❀❀❀❀❀❀❀